# ہمارے رسُول

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

(دس بارہ سال کے بچوں کے لیے)



اُستاذالاساتذہ

پروفیسر عبدالقیوم رحمہ اللہ

# ہمارے رسول

## صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(دس بارہ سال کے بچوں کے لیے)

استاذ الاساتذہ

پروفیسر عبدالقیوم رحمہ اللہ



بزمِ اقبال

۲۔ کلب روڈ، لاہور

فون: 042-99200851

کتاب: ہمارے رسُولؐ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم

تالیف: پروفیسر عبدالقیوم رحمہ اللہ

ناشر: ریاض احمد چودھری

سیکرٹری ڈائریکٹر بزم اقبال لاہور 0335-6347530

مطبع: شاہوار پرنٹنگ پریس

اشاعت: جنوری 2021ء

تعداد: دو ہزار

قیمت: ۱۴۰ روپے

o

بزمِ اقبال، ۲ کلب روڈ لاہور، 042-99200851

o

ISBN: 978-969-8042-91-2

یہ کتاب محکمۂ اطلاعات و ثقافت و محکمۂ خزانہ حکومت پنجاب کے مالی تعاون سے شائع ہوئی ہے

# فہرست

عرض ناشر ---------- ۵
حرفِ اول ---------- ۶

**پہلا باب**

نسب مبارک ---------- ۸
پیدائش ---------- ۹
بچپن ---------- ۹
رسولِ اکرم ﷺ کا خاندان ---------- ۱۰
تربیت ---------- ۱۱
شام کا پہلا سفر ---------- ۱۲

**دوسرا باب**

جوانی ---------- ۱۳
تجارت ---------- ۱۴
سچائی ---------- ۱۴
امانت ---------- ۱۴
شام کا دوسرا سفر ---------- ۱۵
حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ---------- ۱۵
نصب حجرِ اسود ---------- ۱۶

**تیسرا باب**

نزولِ وحی ---------- ۱۹
اعلانِ نبوّت ---------- ۲۱
پہلے مسلمان ---------- ۲۲
تبلیغ حق ---------- ۲۲
توحید ---------- ۲۳

رِسالت ---------- ۲۳
آخرت ---------- ۲۳
پہلی عام تبلیغ ---------- ۲۴
کفار کی ایذا رسانی اور آنحضرت ﷺ کا استقلال ---------- ۲۵
ہجرتِ حبش ---------- ۲۷
گھاٹی میں نظر بندی ---------- ۲۸
ابوطالب اور حضرت خدیجہ ؓ کی وفات ---------- ۲۸
سفرِ طائف ---------- ۲۹
معراج ---------- ۳۰

## چوتھا باب

ہجرت مدینہ ---------- ۳۲

## پانچواں باب

غزوات ---------- ۳۶
غزوۂ بدر ---------- ۳۶
غزوۂ اُحد ---------- ۳۷
غزوۂ خندق ---------- ۳۸
غزوۂ خیبر ---------- ۳۹

## چھٹا باب

فتح مکہ ---------- ۴۱
آخری حج ---------- ۴۲
خطبۂ حج ---------- ۴۲
وفات ---------- ۴۴
تعلیماتِ نبوی ﷺ ---------- ۴۴
اِرشاداتِ نبوی ﷺ ---------- ۴۵

# عرضِ ناشر

پیارے بچو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کے ہاتھوں میں یہ چھوٹی سی کتاب ہے۔ اس میں نبی کریم ﷺ کی مبارک زندگی کے اہم واقعات بالکل آسان الفاظ میں لکھے گئے ہیں۔

ہمارے رسول ﷺ مکہ میں پیدا ہوئے۔ آپ اللہ کے آخری رسول تھے۔ آپ ﷺ نے نیکی اور سچائی پر مبنی بے مثال زندگی گزاری۔ آپ ﷺ نے مصائب جھیل کر لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا اور ایک وقت آیا کہ آپ ﷺ جزیرہ نمائے عرب کے حکمران بن گئے۔

پیارے بچو! سیرتِ طیبہ کے یہ سارے واقعات ہمارے ملک کے مایہ ناز استاذ پروفیسر عبدالقیومؒ نے لکھے ہیں۔ وہ گورنمنٹ کالج لاہور اور پنجاب یونیورسٹی میں ایک لمبی مدت تدریس و تحقیق میں مصروف رہے۔

اس کتاب کے آخر میں نبیِ کریم ﷺ کے کچھ فرامین بھی دیے گئے ہیں تاکہ آپ انھیں یاد کر لیں۔

نونہالانِ وطن! آخر میں دعا ہے کہ اس کتاب میں جو کچھ پڑھیں، اللہ ہمیں اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ریاض احمد چودھری
سیکرٹری رڈائریکٹر
بزمِ اقبال لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# حرفِ اوّل

یہ کتاب دس بارہ سال کے بچوں کے لیے مرتب کی گئی ہے۔
کوشش کی گئی ہے کہ حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے حالات آسان زبان میں لکھے جائیں۔ واقعات کو بڑی تحقیق اور صحت کے ساتھ درج کیا گیا ہے۔
امید ہے کہ بچے اس کتاب کو شوق سے پڑھیں گے۔

عبدالقیوم
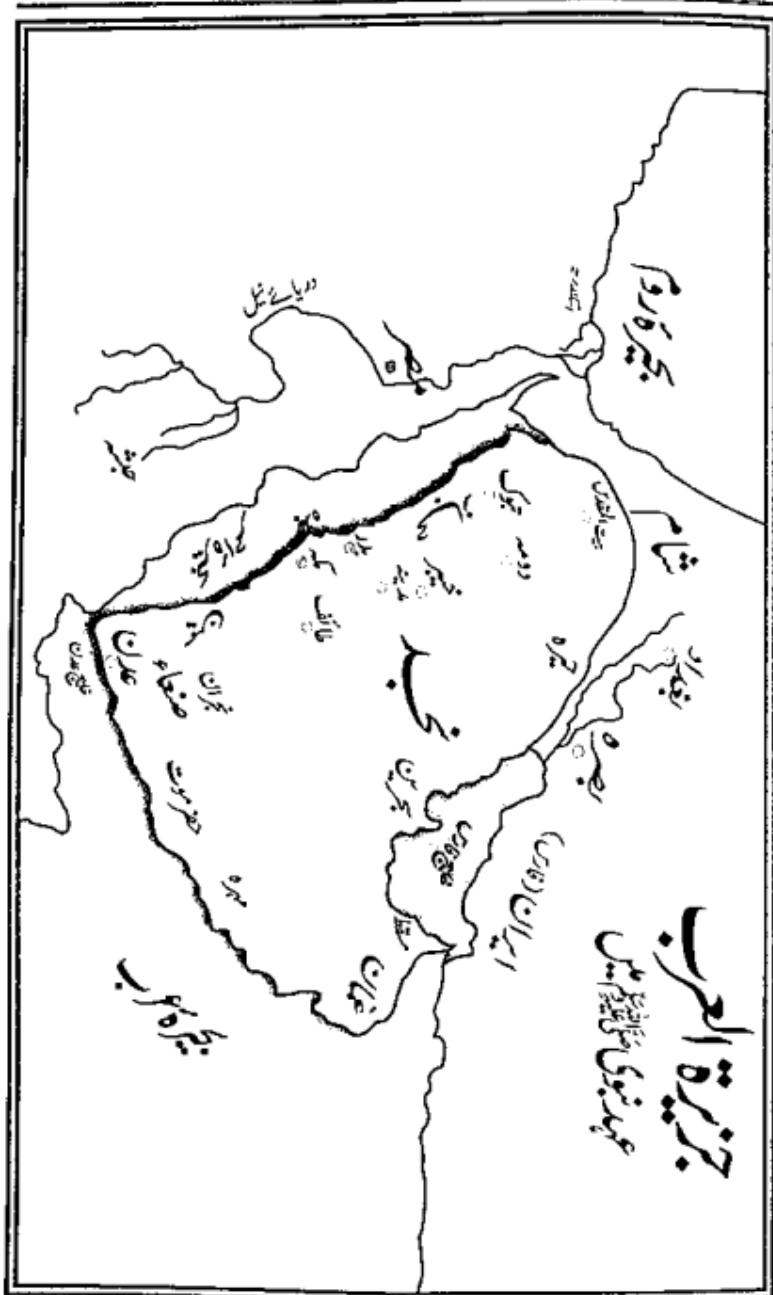
# پہلا باب

## نسبِ مُبارک



حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے رَسول ہیں۔ آپ کے والد کا نام حضرت عبدُاللہ، دادا کا نام عَبدُ المُطَّلِب اور پڑدادا کا نام ہاشم تھا۔

حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرب کے مشہور شہر مکّہ میں پیدا ہوئے۔

عَرب کا ملک ایک خُشک جزیرہ نما ہے جس کے تین طرف سَمُندر ہے۔ مُلک کا زیادہ حِصّہ ریتلا ہے۔ اِس کا سب سے مشہور شہر مکّہ ہے۔ اِس شہر میں قبیلۂ قُریش رہتا تھا۔ یہ بڑا معزّز خاندان تھا۔

عَبدُ المُطَّلِب قُریش کے سردار تھے۔ سب لوگ اُن کی بڑی عزّت کرتے اور اُن کی ہر بات مانتے تھے۔ عَبدُ المُطَّلِب سے پہلے اُن کے باپ ہاشم بھی اپنے قبیلے کے سردار تھے اور تجارت کرتے تھے۔

عَبدُ المُطَّلِب کے بارہ بیٹے تھے۔ سب سے چھوٹے بیٹے کا نام عبداللہ تھا۔ یہ ماں باپ کے بڑے لاڈلے اور پیارے تھے۔

جب حضرت عبداللہ جوان ہوئے تو اِن کا نِکاح مکہ ہی کے ایک شریف

خاندان کی خاتون آمنہ سے ہوا۔ نکاح سے تھوڑا عرصہ بعد حضرت عبداللہ تجارت کے لیے مُلکِ شام کو گئے، لیکن وہاں پہنچ کر بیمار ہو گئے۔ شام سے واپس آتے ہوئے مَدِینہ سے گزرے تو اپنے والد عَبدُالمُطَّلِب کے ننھیال میں ٹھہرے اور وہیں وفات پائی۔

## پیدائش

حضرت عبداللہ کی وفات کے چند مہینے بعد ۲۰ اپریل ۵۷۱ء پیر کے دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آمنہ کو ایک بیٹا عطا کیا جس کا نام دادا نے محمد (صلّی اللہ علیہِ وَآلِہٖ وَسلّم) رکھا۔

حضرت رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش سے پہلے مُلک عَرب میں کھانے پینے کی چیزوں کا بڑا کال تھا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے تو بڑے زور کا مینہ برسا۔ کھیت ہَرے بھَرے ہو گئے۔ کال دُور ہو گیا۔

## بچپن

مَکّہ شریف کے بڑے لوگوں میں یہ رواج تھا کہ وہ اپنے دُودھ پیتے ننھّے بچوں کو شہر سے باہر رہنے والے قبیلوں میں بھیج دیتے تھے، تاکہ بچّے کھُلی اور صاف ہَوا میں پَل کر جوان ہوں۔

جب حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھ ماہ کے ہوئے تو آپ کو بھی قبیلہ بنی سعد

## حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاندان

کِلاَب
قُصَیّ
عَبدِمَناف
ہاشِم
عَبدُالمُطَّلِب

۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ حمزہ رضی اللہ عنہ، عباس رضی اللہ عنہ، ابوطالب، عبداللہ

ابوطالب ← حضرت علی رضی اللہ عنہ ← حسن رضی اللہ عنہ، حسین رضی اللہ عنہ

عبداللہ ← حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

زینب رضی اللہ عنہا، ام کلثوم رضی اللہ عنہا، رقیہ رضی اللہ عنہا، فاطمہ رضی اللہ عنہا

بیٹے (قاسم، عبد اللہ ، ابراہیم)
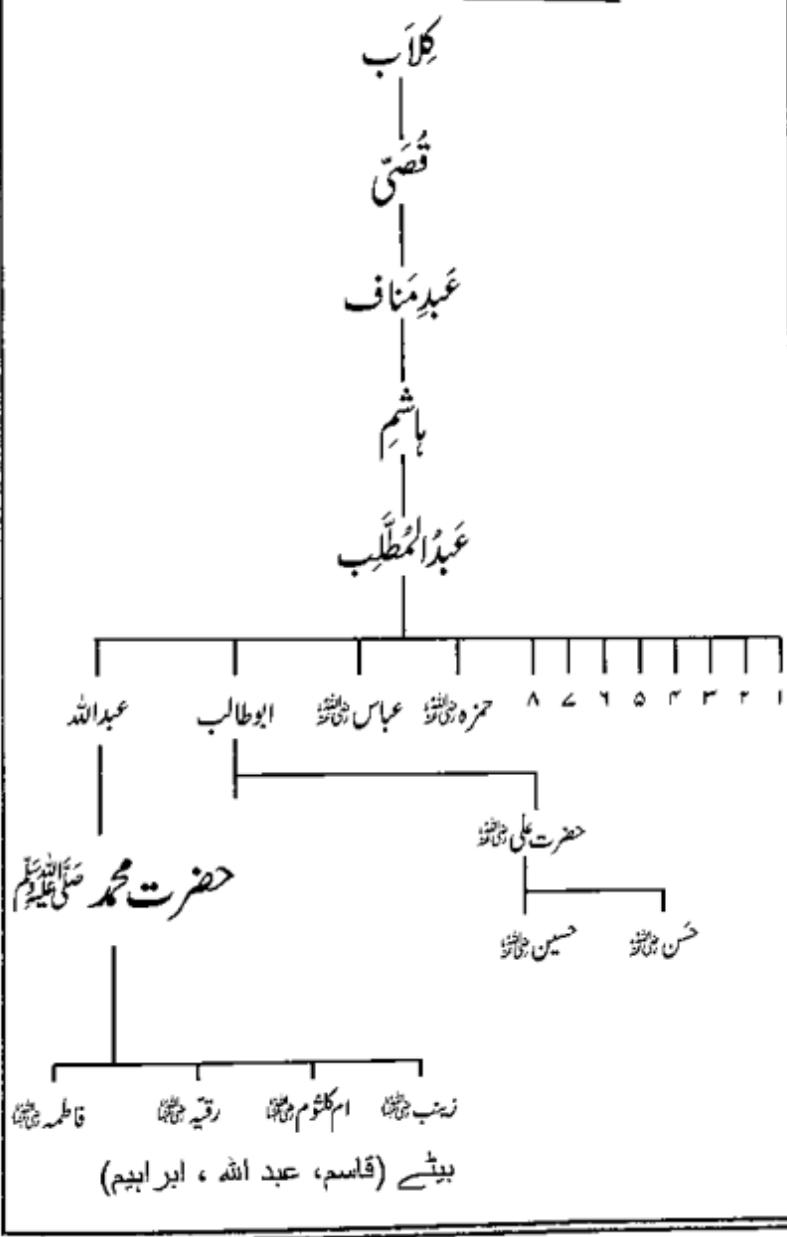
کی ایک عورت مائی حَلیمہ کے سپرد کر دیا گیا۔ مائی حَلیمہ آپ کو شہر سے باہر لے گئیں۔ آپ چار پانچ سال تک انھی کے پاس رہے۔ مائی حَلیمہ کے اپنے بال بچے بھی تھے۔ آپ ان بچّوں کے ساتھ کھیلتے رہے۔ جب ذرا بڑے ہوئے تو ان کے ساتھ مل کر بکریاں چرانے لگے۔

چار پانچ برس گزر جانے کے بعد مائی حَلیمہ آپ کو مکّہ شریف میں واپس لے آئیں۔ آپ کی صحت بہت اچھّی تھی۔ آپ کی والدہ اور دادا آپ کو موٹا تازہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور آپ کی دایہ مائی حَلیمہ کو بہت سا اِنعام و اِکرام دیا۔

## تربیّت

گھر میں واپس آئے تو اپنی ماں کے پاس رہنے لگے۔ حضرت آمِنہ کو اپنے بیٹے کا بڑا خیال تھا۔ وہ ہر وقت اپنے ساتھ رکھتی تھیں۔ جب حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر چھ برس کی ہُوئی تو آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو ساتھ لے کر مَدِینہ میں اپنے مَیکے میں گئیں۔ ایک مہینے کے بعد وہاں سے واپس آتے ہوئے حضرت آمنہ نے مَقامِ اَبْواء میں وَفات پائی اور اسی جگہ دفن ہوئیں۔ یہ مَقام مَدِینہ اور مکّہ کے درمیان واقع ہے۔

اس سفر میں حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خادمہ اُمِّ اَیمَن بھی ساتھ تھیں۔ حضرت آمِنہ کی وَفات کے بعد اُمِّ اَیمن حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر مکّہ واپس آ گئیں۔

والدہ کی وفات کے بعد آپ کے دادا عبدالمُطَّلِب نے آپ کو بڑی محبّت سے پالا۔ مگر اب دادا بھی بوڑھے ہو چکے تھے۔ دو برس کے بعد عبدالمطّلب بھی اِس جہانِ فانی سے رُخصت ہو گئے۔ مرنے سے پہلے عبدالمطّلب نے آنحضرت ﷺ کو اپنے بیٹے اُبوطالِب کے سپرد کر دیا۔ اس وقت حضرت رسولِ اَکرم ﷺ کی عمر آٹھ برس کی تھی۔

## شام کا پہلا سفر

آپ ﷺ کے چچا اُبو طالب نے آپ کو بڑے لاڈ اور پیار سے پالا اور اپنے بچّوں سے بڑھ کر آپ کا خیال رکھا۔ ابو طالب تاجر تھے۔ وہ تجارت کا مال لے کر مُلکِ شام کو جایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ وہ اپنے بھتیجے کو بھی ساتھ لے گئے۔ یہ آنحضرت ﷺ کا پہلا سفر تھا اور اس وقت آپ کی عمر بارہ برس کی تھی۔ اس وقت عَرب میں لکھنے پڑھنے کا رواج نہ تھا۔ اس لیے حضرت رسولِ اَکرم ﷺ نے بھی لکھنا پڑھنا نہ سیکھا۔ البتہ اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ رہ کر کاروبار کرنا خوب سیکھ لیا۔

## سوالات

۱۔ حضرت رسولِ اَکرم ﷺ کے باپ دادا کی بابت تم کیا جانتے ہو؟

۲۔ بتاؤ کہ آنحضرت ﷺ کا بچپن کیسے گزرا؟

۳۔ آپ ﷺ کی تربیّت میں کن کن لوگوں نے حصّہ لیا؟

# دوسرا باب

## جوانی

حضرت رسولِ اکرم ﷺ اپنے چچا کے زیر سایہ پرورش پا کر آہستہ آہستہ جوانی کی عمر کو پہنچے۔

جب آنحضرت ﷺ کی عمر چودہ برس کے قریب ہوئی تو قُریش اور قیس کے قبیلوں کے درمیان لڑائی شروع ہوگئی۔ اس لڑائی کا نام جنگِ فجار تھا۔ آپ بھی اپنے قبیلے کے ساتھ اس لڑائی میں شریک ہوئے۔

آئے دن کے لڑائی جھگڑوں سے تنگ آ کر قُریش کے نیک دل لوگوں نے سوچا کہ امن و امان قائم کرنے کے لیے آپس میں ایک معاہدہ ہو جانا چاہیے۔ چنانچہ انھوں نے عہد کیا کہ ہم میں سے ہر آدمی مظلوم کی حمایت کرے گا اور اب کوئی ظالم مکہ میں نہ رہنے پائے گا۔ ہمارے رسولِ پاک ﷺ بھی اس معاہدے میں شریک تھے۔ یہ معاہدہ ''حِلفُ الفُضُول'' کے نام سے مشہور ہے۔

## تجارت

جب آپ ﷺ جوان ہوئے تو قُریش کے شریف لوگوں کی طرح آپ نے بھی تجارت شروع کر دی۔ تجارت کے سلسلے میں آپ ﷺ نے یمن، شام اور دوسرے علاقوں کا سفر کیا۔ آپ کے پاس اپنا سرمایہ نہ تھا، اس لیے دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر کاروبار کرتے تھے۔

## سچّائی

آپ ﷺ کی سچّائی، نیکی اور اچھے برتاؤ کی بڑی شہرت تھی۔ آپ ہر بات میں ہمیشہ سچا وعدہ کرتے اور جو وعدہ کرتے اسے پورا کرتے تھے۔ تجارتی لین دین میں آپ ﷺ ہمیشہ نرمی سے کام لیتے تھے۔

تجارت کے کاروبار میں آپ نے کبھی کسی سے جھگڑا نہیں کیا۔ آپ معاملہ کے صاف اور سچّے تھے۔ اسی لیے "صادِق" یعنی سچے مشہور ہوئے۔

## اَمانت

قُریش کے لوگ آپ ﷺ کی ایمانداری، دِیانت داری اور اچھے برتاؤ کی وجہ سے آپ پر پورا بھروسہ رکھتے تھے۔ وہ اپنا سرمایہ آپ ﷺ کے سپرد کر دیتے تھے۔ کئی لوگ اپنا روپیہ پیسہ آپ ﷺ کے پاس اَمانت رکھ دیتے تھے۔ اِسی لیے لوگ آپ کو "امین" یعنی امانت والا کہتے تھے۔

## شام کا دوسرا سفر

مکّہ میں ایک خاتون رہتی تھیں جن کا نام خدیجہ تھا۔ ان کے پہلے خاوند مرگئے تھے۔ اب وہ بیوہ تھیں۔ انھوں نے اپنا روپیہ تجارت میں لگا رکھا تھا۔

حضرت رسولِ اکرم ﷺ اس بیوہ خاتون کا سامان لے کر مُلکِ شام کو گئے۔ بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے غلام مَیسَرہ کو بھی آپ ﷺ کے ساتھ بھیجا۔ اس تجارت میں بڑا نفع ہوا۔ واپس آئے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی سچائی، نیکی، دیانت داری اور اچھّے اَخلاق کی شہرت سُنی اور آپ ﷺ کے برتاؤ اور کام سے بہت خوش ہوئیں۔

## حضرت خدیجہ سے نکاح

اس سفر سے واپس آئے دو تین مہینے گزرے تھے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے نِکاح کی درخواست کی۔ اُس وقت حضرت رسولِ اکرم ﷺ کی عمر پچیس برس کی تھی اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس سال کی۔ پھر بھی آپ ﷺ نے یہ درخواست قبول کر لی اور چند روز کے بعد رسمِ نِکاح بڑی سادگی سے انجام پا گئی۔ اس تقریب میں آنحضرت ﷺ کے چچا اَبوطالب اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ اَبُوطالِب نے نکاح کا خطبہ پڑھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سب سے زیادہ مشہور ہیں۔

اِس کے بعد بھی آنحضرت ﷺ تجارت کا کام برابر کرتے تھے اور اِس سلسلے میں عرب کے مختلف شہروں میں آتے جاتے رہے۔ آپ کی اَمانت داری، دیانت داری، نیکی اور سچائی کا ہر طرف چرچا تھا۔

## نصبِ حجرِ اَسوَد

حضرت رسولِ اَکرم ﷺ کی عمر پینتیس برس کی ہوئی تھی کہ زور کا مینہ برسنے کی وجہ سے کعبہ کی عمارت خراب ہوگئی۔ قریش کے سب خاندانوں نے مِل کر کعبہ کو نئے سِرے سے بنانا شروع کیا۔ آنحضرت ﷺ بھی قریش کے دوسرے لوگوں کی طرح پتھر اُٹھا کر لاتے تھے۔

کعبہ کی دیوار میں ایک کالا سا پتھر لگا ہوا تھا جسے حَجرِ اَسوَد کہتے ہیں۔ جب اِس پتھر کو اپنی جگہ پر رکھنے کا وقت آیا تو قریش میں اس بات کے متعلق جھگڑا ہوگیا کہ حَجرِ اَسوَد کون اٹھا کر نَصب کرے۔ ہر خاندان کی خواہش تھی کہ ہم اِس پتھر کو اُٹھا کر اِس کی جگہ پر رکھیں۔ آخر یہ رائے ٹھہری کہ جو آدمی اب کعبہ میں داخل ہو، وہی اپنی رائے سے اِس جھگڑے کا فیصلہ کر دے۔ اور اُس کا فیصلہ ہم سب لوگ دل سے مان لیں گے۔

اَب خدا کا کرنا دیکھو کہ جو آدمی سب سے پہلے کعبہ میں آیا، وہ حضرت رَسولِ اَکرم ﷺ تھے۔ آپ کو دیکھ کر سب لوگ خُوش ہوگئے اور کہنے لگے کہ یہ اَمین ہے۔ ہم اِس کا فیصلہ خُوشی سے قبول کرلیں گے۔

حجرِ اسود

آپ ﷺ نے اُس پتھر کو اپنی چادر میں رکھا اور ہر خاندان کے سردار کو کہا کہ وہ اِس چادر کے ایک ایک کونے کو تھام لے اور اُوپر کو اُٹھائے، چنانچہ سب نے مِل کر چادر کو اُوپر اُٹھایا، جب پتھر اپنی جگہ پر آ گیا تو آپ ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے پتھر کو اُٹھا کر اُس کی جگہ پر رکھ دیا۔ اِس طرح یہ جھگڑا حضرت رسولِ اکرم ﷺ کی برکت سے ختم ہوگیا اور تلوار چلتے چلتے رہ گئی۔

اُس زمانے میں عَرب کے لوگ بُت پوجتے تھے اور اُن میں ہر طرح کی بُرائیاں موجود تھیں۔ مگر آنحضرت ﷺ بچپن سے بہت نیک اور اچھّے تھے۔ آپ ہمیشہ سچ بولتے اور ہر بُرے کام سے بچتے رہے۔ جوانی میں بھی نیک اور پاک رہے۔ آپ ﷺ نے کبھی کِسی شخص کو نہ ستایا۔ ہر ایک سے اَچھّا برتاؤ کیا۔ زندگی بھر بُتوں کی پُوجا سے بچتے رہے۔

## سوالات

۱۔ حضرت رسولِ اکرم ﷺ کی جوانی کے بارے میں تم کیا جانتے ہو؟

۲۔ لوگ آپ ﷺ کو صادق اور امین کیوں کہتے تھے؟

۳۔ آپ ﷺ کی تجارت کا حال بیان کرو۔

۴۔ بتاؤ کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کیسے نکاح ہوا؟

۵۔ حجرِ اَسوَد کس طرح اپنی جگہ پر رکھا گیا؟

# تیسرا باب

## نزولِ وحی

پیغمبر ہونے سے پہلے آنحضرت ﷺ اکیلا رہنا بہت پسند فرماتے تھے۔ لوگوں سے الگ رہ کر اللہ کو یاد کرتے اور اس دنیا کے متعلق غور وفکر کیا کرتے تھے۔ شہرِ مکّہ سے تین میل کے فاصلے پر ایک پہاڑ کی کھوہ تھی، جسے غارِ حرا کہتے تھے۔ حضرت رسولِ اکرم ﷺ کئی کئی روز کا کھانا لے کر غارِ حرا میں چلے جاتے، دنیا کا تمام کاروبار چھوڑ کر رات دن خدا کی عبادت میں مشغول رہتے اور اپنی قوم اور ساری دنیا کی حالت کو سوچا کرتے تھے۔

جب حضرت رسولِ اکرم ﷺ کی عمر چالیس برس کی ہوئی تو آپ کو سچے خواب نظر آنے لگے۔ ماہِ رمضان کی ۱۷ تاریخ اور منگل کا دن تھا کہ آپ اسی غار میں اللہ کی عبادت کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے اپنے سامنے ایک فرشتہ دیکھا جس کا نام جبرائیل ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت رسولِ اکرم ﷺ کو خدا کا پہلا پیغام یہ سُنایا: ﴿ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ﴾ یعنی ''اے پیغمبر!

اپنے اس رب کا نام لے کر پڑھیے جس نے (ساری دنیا کو) پیدا کیا۔"

آپ ﷺ کی نبوّت کا یہ پہلا دن تھا اور یہ پہلی وحی تھی جو حضرت رسولِ اکرم ﷺ پر نازل ہوئی۔ آپ ﷺ فوراً گھر واپس آئے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے سارا ماجرا بیان کیا۔ انھوں نے آپ کو تسلّی دی اور کہا کہ آپ غریبوں اور مسکینوں پر رحم فرماتے ہیں۔ بے کسوں کی مدد کرتے ہیں۔ اللہ آپ کی مدد کرے گا۔

غارِ حرا

جہاں پہلی وحی نازل ہوئی

## اعلانِ نبوّت

کچھ عرصے کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام پھر خدا کا پیغام لے کر آئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ آپ اپنی قوم اور تمام لوگوں کو دینِ اسلام کی طرف بلائیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کیا کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اللہ ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک اور ساجھی نہیں۔ اُسی نے زمین اور آسمان بنائے، پھل پھول پیدا کیے، وہی درخت اور اناج اُگاتا ہے، وہی

مسجد حرام (مکہ معظمہ)
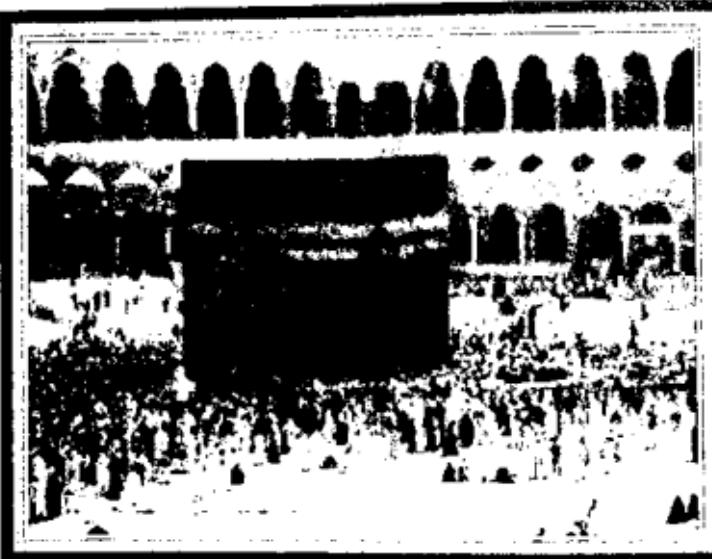
اولاد دیتا ہے اور وہی مینہ برساتا ہے۔

آپ ﷺ نے مکّہ والوں کو بُتوں کی پُوجا سے منع کیا اور بتایا کہ یہ بُت نہ کسی کو نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان۔ عبادت کے لائق صرف اللہ کی ذاتِ وَاحد ہے۔

## پہلے مسلمان

حضرت رسولِ اکرم ﷺ کی باتوں کو سُن کر عورتوں میں سب سے پہلے آپ کی بیوی حضرت خَدِیجہ رضی اللہ عنہا ایمان لائیں۔ مَردوں میں حضرت اَبُوبکر رضی اللہ عنہ، لڑکوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، غُلاموں میں حضرت زَید بن حارِثہ رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔ حضرت رسولِ اکرم ﷺ تین سال تک چُپکے چُپکے توحید کی تعلیم دیتے رہے۔ مکّہ کے کئی معزّز لوگ مسلمان ہو گئے، جن میں حضرت عُثمان بِن عَفّان رضی اللہ عنہ، حضرت زُبیر بن عَوّام رضی اللہ عنہ، حضرت سعد بن اَبی وقاص رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عَوف رضی اللہ عنہ قابلِ ذکر ہیں۔

## تبلیغِ حق

حضرت رسولِ اکرم ﷺ اِسی طرح خاموشی کے ساتھ خُدا کا پیغام بندوں کو سُناتے رہے۔ جب نبوّت کا تیسرا سال ہوا تو خدا کی طرف سے آپ کو حکم ملا کہ کُھلے بندوں تبلیغ کی جائے۔

## توحید

یہ حکم سن کر حضرت رسولِ اکرم ﷺ نے لوگوں کو کھلم کھلا بتایا کہ اللہ ایک ہے۔ اُس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اُس جیسا اور کوئی نہیں۔ اُسی نے سب چیزوں کو پیدا کیا۔ وہی رزق دیتا ہے۔ وہی اولاد بخشتا ہے۔ زندگی اور موت اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ وہی بیمار کرتا ہے۔ وہی تندرستی دیتا ہے۔ ساری دنیا پر اُسی ایک اللہ کی حکومت ہے۔ چاند، سورج، تارے، دریا، پہاڑ، درخت، جانور سب اُسی کے حکم پر چلتے ہیں۔

## رِسالت

حضرت رسُولِ اکرم ﷺ نے لوگوں کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے جتنے رسُول بھیجے ہیں وہ سب سچّے ہیں۔ ان سب رسُولوں نے یہی بتایا کہ ایک اللہ کی عبادت کرو۔ اُسی کے سامنے جھکو اور اُسی سے اپنی ضرورتیں مانگو۔ حضرت رسولِ اکرم ﷺ آخری نبی ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی یا رسُول نہیں آئے گا۔

## آخرت

حضرت رسُولِ اکرم ﷺ نے لوگوں کو بتایا کہ اس زندگی کے بعد موت

ہے اور موت کے بعد ایک اور زندگی۔ مرنے کے بعد سب لوگ اللہ کے سامنے حاضر ہوں گے۔ ہر آدمی کو اس کے کاموں کا بدلہ ملے گا۔ نیک لوگ جنّت میں جائیں گے اور مزے کی زندگی بسر کریں گے۔ بُرے لوگوں کو اُن کی بُرائی کی سزا ملے گی۔

## پہلی عام تبلیغ

جب حضرت رَسُولِ اَکرم ﷺ نے علانیہ ایک اللہ کا نام لیا اور نِڈر ہو کر بتوں کی پوجا سے روکا تو مکّہ کے بُت پرست بہت بگڑے۔ اپنے پرائے سب دشمن بن گئے۔ البتہ آپ کے پیارے چچا اَبُوطالِب نے آپ کا ساتھ دیا اور حمایت کا بیڑا اُٹھایا۔

حضرت رسولِ اکرم ﷺ نے مختلف طریقوں سے مکّہ والوں کو سمجھایا۔ ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عبدُالمُطّلِب کے خاندان کو کھانے پر بلایا تو حضرت رسولِ اکرم ﷺ نے حاضرین کو اِسلام کا پیغام سنایا اور کہا کہ اللہ کو ایک مانو اور بتوں کی پُوجا چھوڑ دو۔

ایک دن حضرت رَسُولِ اَکرم ﷺ نے مکّہ کے باہر صَفا پہاڑی پر کھڑے ہو کر قریش کو آواز دی۔ آپ کی آواز سُن کر مکّہ کے بڑے بڑے سردار پہاڑی کے نیچے آ جمع ہوئے۔ آپ ﷺ نے اُن سے پوچھا کہ اگر میں یہ کہوں کہ اِس پہاڑی کے پیچھے تمھارے دشمنوں کا ایک لشکر آ رہا ہے تو کیا تم اس بات کو

مان لو گے؟ سب نے کہا: ہاں! ضرور مان لیں گے، کیونکہ آپ ہمیشہ سچ بولتے ہیں۔ پھر حضرت رسولِ اکرم ﷺ نے اُنھیں اِسلام کی ہدایت کی اور کہا کہ اگر تم نے اللہ کا حکم نہ مانا تو تمھاری قوم پر ایک بڑی آفت آئے گی۔ یہ سُن کر ابُولہب بہت بگڑا اور کہنے لگا: کیا تم نے یہی سنانے کے لیے ہمیں یہاں بُلایا تھا؟ اِس کے بعد وہ اُٹھ کر چلا گیا۔ قریش کے دوسرے سردار بھی خفا ہو کر چلے گئے۔

## کُفّار کی اِیذا رَسانی اور آنحضرت ﷺ کا استقلال

جب حضرت رسولِ اکرم ﷺ نے لوگوں کو توحید کا پیغام سنایا اور بُتوں کی پُوجا سے روکا تو کُفّارِ مکّہ بہت بگڑے۔ انھوں نے آنحضرت ﷺ کو سخت تکلیفیں پہنچائیں اور طرح طرح سے ستایا۔ آپ کی راہ میں کانٹے بچھائے۔ پتھر مار مار کر لہولہان کر دیا۔ غریب مسلمانوں کو بہت دُکھ دیا۔ اُنھیں رسّی سے باندھ کر پیٹتے۔ دوپہر کے وقت گرم ریت پر لِٹا دیتے۔ بعض مسلمانوں کو نیزے مار مار کر شہید کر دیا۔ آنحضرت ﷺ ان تمام سختیوں کو جھیلتے اور اللہ کا حکم برابر سناتے رہے۔ آپ کے ماننے والے بھی دِینِ اِسلام پر قائم رہے۔

قُریش نے دیکھا کہ حضرت رسولِ اکرم ﷺ اور آپ کے ساتھی تکلیفوں کو صبر کے ساتھ برداشت کرتے ہیں اور سچّی بات کہنے سے نہیں رُکتے تو ایک دن قُریش کے سردار اِکٹھے ہو کر آپ ﷺ کے چچا ابوطالب کے پاس گئے اور کہا: تم اپنے بھتیجے کو سمجھا دو کہ وہ ہمارے بتوں کو بُرا کہنا چھوڑ دے، ورنہ پھر

ہماری تمھاری لڑائی ہے۔

ابُوطالب نے حضرت رسولِ اکرم ﷺ کو بُلا کر سارا قصہ سنایا۔ آپ ﷺ نے جواب دیا: چچا جان! اللہ کی قسم! اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے ہاتھ پر چاند رکھ دیں، تب بھی میں اپنے کام سے باز نہ آؤں گا۔ جب ابُوطالب نے یہ بات سُنی تو کہا کہ اے بھتیجے! تم اپنا کام کیے جاؤ، یہ لوگ تمھارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

قُریش نے حضرت رسولِ اکرم ﷺ اور مسلمانوں کو دُکھ دیے اور تکلیفیں پہنچائیں، مگر جب ستانے سے کام نہ چلا تو دھمکیوں پر اُتر آئے۔ جب دھمکیوں کا بھی کوئی اثر نہ ہوا تو قُریش نے سوچا کہ لالچ دینا چاہیے شاید آپ لالچ میں آ جائیں۔ اس غرض کے لیے قریش نے اپنے ایک سردار کو حضرت رسولِ اکرم ﷺ کے پاس بھیجا۔ اُس نے آپ سے کہا کہ اگر آپ مکّہ کا بادشاہ بننا چاہتے ہیں تو ہم آپ کو بادشاہ بنانے کے لیے تیار ہیں۔ اگر آپ مال و دولت چاہتے ہیں تو ہم آپ کے سامنے مال و دولت کے ڈھیر لگا سکتے ہیں۔ آپ جو مانگیں ہم دینے کو تیار ہیں۔ آپ ہمارے بُتوں کو بُرا کہنا چھوڑ دیں۔ اس کے جواب میں حضرت رسُولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: تمھارا معبُود صرف ایک اللہ ہے۔ اُسی کی عبادت کرو۔ اُس کا کوئی ساجھی نہیں۔ اس کا شریک نہ بناؤ۔ وہ سارے جہان کو پالنے والا ہے۔ جب قریش کا یہ داؤ بھی نہ چلا تو وہ بڑے شرمندہ ہوئے۔

## ہجرتِ حبش

قریشِ مکّہ نے حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ستایا، دھمکایا اور لالچ دیا، جب کوئی داؤ نہ چل سکا تو مسلمانوں پر اور زیادہ سختی کرنے لگے۔ حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ اب مسلمانوں کے لیے مکّہ شریف میں رہنا دُشوار ہو گیا ہے تو آپ نے مسلمانوں کو اجازت دے دی کہ وہ مُلکِ حبش کو چلے جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت پا کر نبوّت کے پانچویں سال کچھ مسلمان کشتی میں سوار ہو کر حبش کو روانہ ہوئے۔ حبش کے عیسائی بادشاہ نے مسلمانوں سے بڑا اچّھا سلوک کیا۔ اس بادشاہ کا نام نجاشی تھا۔ نجاشی نیک تھا اور عدل کرنے والا بادشاہ تھا۔ اس کی حکومت میں مسلمان امن و سلامتی کی زندگی بسر کرنے لگے۔ بعد میں اور مسلمان بھی وہاں جا پہنچے۔

جب مسلمانوں کا پہلا قافلہ حبش میں پہنچا تو وہاں کے بادشاہ نجاشی نے مسلمانوں کو بُلا کر حال پوچھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا:

''اے بادشاہ! ہم لوگ جاہل تھے۔ بُت پرست تھے۔ مُردار کھاتے تھے۔ ہر قسم کا بُرا کام کرتے تھے۔ ہمسائے کو ستاتے تھے۔ طاقتور کمزور کو مارتا تھا۔ آخر اللہ نے ہم میں سے ایک آدمی کو رَسُول بنا کر بھیجا، جس کے باپ دادا سے ہم واقف ہیں اور جس کی سچائی، امانت داری اور نیکی کو جانتے ہیں۔ اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ایک اللہ کی طرف بلایا اور کہا کہ ہم بتوں کی پُوجا

چھوڑ دیں، سچ بولیں، بُری باتوں سے بچیں، دَغا فریب نہ کریں، یتیم کا مال نہ کھائیں، نماز پڑھیں، روزہ رکھیں، صدقہ خیرات کریں۔ ہم نے اُس کی باتوں کو مان لیا۔''

یہ سُن کر بادشاہ بڑا خوش ہوا اور مسلمانوں سے اچھا برتاؤ کیا۔

## گھاٹی میں نظر بندی

جب قریش کی ساری تدبیریں ناکام رہیں، مسلمانوں کی تعداد روز بروز بڑھتی چلی گئی اور نبوّت ملے سات برس ہو گئے تو کُفارِ مکّہ حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان کے سخت دشمن بن گئے۔ آپس میں مشورہ کر کے خاندانِ نبوّت کا دانہ پانی بند کر دیا۔ تمام تعلقات توڑ دیے اور حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کا پکّا ارادہ کر لیا۔ حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سارے خاندان سمیت مکّہ کی ایک گھاٹی میں پناہ لی۔ اس گھاٹی کو شِعبِ اَبی طالب کہتے تھے۔ آپ تین برس تک اِسی گھاٹی میں بند رہے اور بڑی تکلیفیں اُٹھائیں۔

## ابُوطالب اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات

نبوّت کے دسویں سال حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ابُوطالب نے وفات پائی۔ جب تک ابُوطالب زندہ رہے وہ حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر طرح حمایت کرتے رہے۔ ان کی وفات سے آپ کو بڑا صدمہ ہوا۔ پیارے

چچا کی موت کے چند روز بعد آپ کی ہمدرد بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بھی وفات پائی۔

ابوطالب اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد قریش نے حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور بھی زیادہ تکلیفیں پہنچانی شروع کر دیں اور بے ادبی سے پیش آنے لگے۔

## سفرِ طائف

جب قریش کی شرارتیں حد سے بڑھ گئیں تو حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طائف میں جا کر وہاں کے سرداروں کو اسلام کی طرف بلایا۔ یہ شہر مکّہ سے پچپن میل (۹۰ کلومیٹر) کے فاصلے پر ہے۔ حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِس شہر میں پورا ایک مہینہ رہے اور لوگوں کو اسلام کی طرف بُلاتے رہے، مگر اُن بدقسمت لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز پر کان نہ دھرے، بلکہ اُلٹا بے ادبی سے پیش آئے۔ طائف کے شریر لوگوں نے پتھر مار مار کر حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لہولہان کر دیا۔

طائف کے لوگوں کی بدسلوکی کو دیکھ کر حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکّہ میں واپس تشریف لائے اور حج کے موسم میں باہر سے آنے والے قبیلوں کو اسلام کی طرف بُلانا شروع کیا۔

## مِعراج

نبوّت کے گیارھویں سال اللہ تعالیٰ نے حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آسمان کی سیر کرائی، اپنی نزدیکی عطا کی اور بڑی بڑی نعمتیں نازل کیں۔ آسمانوں کی اِس سیر کو "مِعراج" کہتے ہیں۔ اِسی مِعراج میں پانچ وَقت کی نماز فرض ہوئی تھی۔

## سوالات

۱۔ پیغمبری ملنے سے پہلے حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا کرتے تھے؟

۲۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیغمبری کب اور کیسے ملی اور کیا حکم ملا؟

۳۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلانِ نبوّت کس طرح کیا اور پہلے کون کون مسلمان ہوئے؟

۴۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبلیغِ حق کیسے کی؟

۵۔ جب حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو اسلام کی طرف بُلایا تو قُریش نے کیا سلوک کیا؟

۶۔ سفرِ طائف کے حالات بتاؤ۔

# چوتھا باب

اب حضرت رسولِ اکرم ﷺ نے ارادہ کیا کہ ایک ایک قبیلے میں پھر کر لوگوں کو ایک اللہ کی طرف بلائیں۔ آپ ﷺ ایک ایک خاندان کے لوگوں سے ملتے، اُنھیں نصیحت کرتے اور اسلام کی طرف بلاتے۔ جو لوگ حج کے لیے مکّہ میں آتے، آپ ﷺ اُنھیں اللہ کا حُکم سُناتے۔ حج کے علاوہ مکّہ کے آس پاس بہت سے میلے لگتے تھے۔ اِن میلوں میں بہت سے آدمی جمع ہوتے تھے۔ حضرت رسولِ اکرم ﷺ اِن میلوں میں جاتے اور لوگوں کو ایک اللہ کی طرف بُلاتے اور بتوں کی پُوجا سے منع کرتے۔ اس طرح اسلام کی آواز پورے ملک میں پھیل گئی۔

مدینہ شریف کے کچھ لوگ حج کے لیے مکّہ آئے۔ حضرت رسولِ اکرم ﷺ نے اُنھیں اسلام کی ہدایت کی۔ اُن میں سے چھ آدمی مسلمان ہو گئے۔ یہ سب اپنی اپنی قوم کے سردار تھے۔ جب وہ مدینہ واپس گئے تو اُن کے سبب سے اسلام اور حضرت رسولِ اکرم ﷺ کا گھر گھر چرچا ہونے لگا۔

دوسرے سال بھی حج کے موقع پر مدینہ شریف کے بارہ آدمی حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے۔ ان سب آدمیوں نے قسم کھائی کہ ہم ہر بات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابع داری کریں گے۔ پھر یہ سب لوگ مدینہ واپس چلے گئے اور وہاں اسلام پھیلایا۔

اگلے سال مدینہ کے بہت سے مَرد اور عورتیں حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے۔ اُن میں سے ہر ایک شخص نے پکّا وعدہ کیا کہ وہ حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تابع داری کرے گا۔ اِس طرح مَدِینہ میں اِسلام خوب پھیل گیا۔ یہ بات نَبوّت کے تیرھویں سال کی ہے۔

## ہجرتِ مَدِینہ

جب قُریشِ مکّہ نے دیکھا کہ مدینہ میں اسلام کی طاقت بڑھ رہی ہے تو وہ مکّہ کے مسلمانوں کو اور تکلیفیں پہنچانے لگے۔ آخر حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اِرَادہ فرمایا کہ سب مسلمانوں کو مدینہ بھیج دیں اور خود بھی وہیں تشریف لے جائیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے مسلمان چُپ چاپ مدینہ جا پہنچے۔

جب قُریش کو یہ معلوم ہوا تو حضرت رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو قتل کر دینے کی سازش کرنے لگے۔ یہ سُن کر حضرت رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک رات حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ساتھ لیا اور مدینہ کو روانہ ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مدینہ منورہ
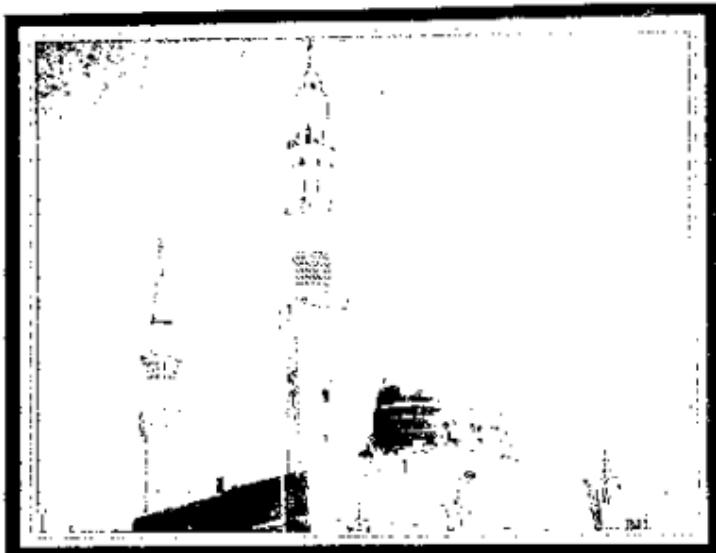
نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر لٹا دیا۔

حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت اُبوبکر رضی اللہ عنہ راستے میں پہاڑ کی ایک کھوہ میں چھُپ گئے۔ اس کھوہ کو غارِ ثور کہتے ہیں۔ قریش مکّہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے پیچھے آئے لیکن کہیں کھوج نہ پا سکے۔ آخر حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین دن کے بعد غارِ ثور سے نکلے اور مدینہ کو چل پڑے۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ پہنچے تو شہر والے بہت خوش ہوئے۔ اُنھوں نے آپ کا پُرجوش اِستقبال کیا۔ بچّے، بوڑھے، جوان، مرد اور عورتیں سب حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھنے کے لیے بے چین تھے۔ لوگوں کا یہ حال تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھنے کے لیے عورتیں چھتوں پر نکل آئیں۔ لڑکیاں خوشی میں دَف بجا بجا کر گیت گاتی تھیں۔ مرد آپ کو دیکھ کر عرض کرتے: اے اللہ کے رسول! یہ گھر، یہ مال اور یہ جان حاضر ہے۔ حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ایک قبیلے کا شکریہ ادا کرتے اور دعا دیتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف لانے سے تیسرے روز حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی آپ کی خدمت میں آ پہنچے۔ جو لوگ حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے اللہ کی راہ میں اپنا گھر بار چھوڑ کر مدینہ چلے آئے، وہ مہاجرین کہلاتے ہیں اور جن لوگوں نے حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مہاجرین کی مدد کی، ان کو اَنصار کہتے ہیں۔

مدینہ شریف میں پہنچ کر سب سے پہلے حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز

باجماعت کے لیے ایک سادہ سی مسجد بنائی، جو مسجد نبوی کہلاتی ہے۔

پھر حضرت رسولِ اکرم ﷺ نے ایک ایک مہاجر کو ایک ایک انصاری کا بھائی بنا دیا۔ اس طرح مہاجرین اور انصار بڑے پیار اور محبت سے رہنے لگے۔

غارِ ثور

جہاں حضرت رسولِ اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مدینہ کو جاتے ہوئے تین دن قیام فرمایا۔

# سوالات

۱۔ حضرت رسولِ اکرم ﷺ نے اسلام کی آواز کو کس طرح پورے ملک میں پہنچایا؟

۲۔ ہجرتِ مدینہ کے حالات بتاؤ۔

۳۔ مدینہ پہنچ کر حضرت رسولِ اکرم ﷺ نے کیا کیا؟

۴۔ مہاجرین کسے کہتے ہیں اور انصار کا کیا مطلب ہے؟

# پانچواں باب

## غَزوات

جب حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ قُریشِ مکّہ مسلمانوں کو مدینہ میں بھی چین نہیں لینے دیتے اور اپنی شرارتوں سے باز نہیں آتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ساتھیوں کو دین کے بچانے کے لیے اللہ کی راہ میں لڑائی کی اجازت دے دی۔ جس لڑائی میں حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود شامل ہوئے اُس کو غَزْوَہ کہتے ہیں۔ ایسی بہت سی لڑائیوں کا نام غزوات ہے۔ اب بڑے بڑے غزوات کا حال بیان کیا جاتا ہے۔

### غَزْوَہ بَدر

مکّہ اور مدینہ کے درمیان ایک چھوٹا سا گاؤں تھا جسے بدر کہتے ہیں۔ یہ لڑائی اِسی گاؤں کے پاس ہوئی تھی اس لیے اس کا نام غزْوَہ بَدر پڑ گیا۔ یہ غَزْوَہ ہجرت کے دوسرے سال ہوا۔

کفارِ مکّہ نے ایک ہزار آدمیوں کا لشکر لے کر مدینہ پر چڑھائی کر دی۔ یہ سُن کر حضرت رسولِ اکرم ﷺ بھی تین سو تیرہ مسلمانوں کو لے کر مقابلے کے لیے نکلے۔ کافروں کے پاس بڑا ساز و سامان تھا۔ مسلمانوں کے پاس ہتھیار بھی پورے نہ تھے۔ کافروں کی تعداد زیادہ تھی، مسلمان تھوڑے تھے۔ بڑی سخت جنگ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کی۔ کافروں کے ستّر بڑے بڑے آدمی مارے گئے۔ ستّر کافر قید ہوئے۔ باقی جان بچا کر بھاگ گئے۔ اس جنگ میں کُل چودہ مسلمان شہید ہوئے۔ یہ پہلی شاندار فتح تھی جو مسلمانوں کو نصیب ہوئی۔

## غَزْوَہ اُحُد

مدینہ شریف کے پاس ایک پہاڑ ہے جس کا نام اُحُد ہے۔ اِسی پہاڑ کے قریب یہ لڑائی ہوئی تھی، اسی واسطے یہ غزوۂ اُحُد کہلاتا ہے۔

جنگِ بَدر میں کفار کے جو بڑے بڑے آدمی مارے گئے تھے اُن کا بدلہ لینے کے لیے قُریش مکّہ نے اگلے سال تین ہزار کا لشکر لے کر مسلمانوں پر چڑھائی کر دی اور مدینہ شریف کے نزدیک اُحُد پہاڑ کے پاس آ ڈیرے ڈالے۔ حملے کی خبر سُن کر حضرت رسولِ اکرم ﷺ مسلمانوں کو لے کر مقابلے کے لیے باہر نکلے۔ مسلمان سات سو تھے اور کافر تین ہزار۔ اُحد پہاڑ کے قریب خوب جنگ ہوئی۔

مسلمانوں کے لشکر کے پیچھے پہاڑ کی ایک گھاٹی تھی اور یہ ڈر تھا کہ دشمن

پیچھے سے آ کر حملہ نہ کر دیں۔ اِسی لیے حضرت رسولِ اَکرم ﷺ نے پچاس تیر چلانے والوں کو حکم دیا کہ وہ اِس گھاٹی پر پہرہ دیں اور چاہے مسلمانوں کو فتح ہو یا شکست وہ اپنی جگہ نہ چھوڑیں۔

جب لڑائی شروع ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کی۔ کافر میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ جب گھاٹی کے پہرہ داروں نے کافروں کو بھاگتے دیکھا تو انھوں نے بھی اپنی جگہ چھوڑ کر مال و اسباب سمیٹنا شروع کر دیا۔

گھاٹی خالی دیکھ کر کفّار اسی طرف سے مسلمانوں پر ٹُوٹ پڑے۔ مسلمانوں کو بڑا نقصان اُٹھانا پڑا۔ ستّر مسلمان شہید ہوئے۔ حضرت رسولِ اَکرم ﷺ کے دانت مبارک شہید ہوئے اور آپ ﷺ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی اِسی لڑائی میں شہید ہوئے۔ پھر بھی مسلمانوں نے ایسا ڈٹ کر مقابلہ کیا کہ قریشِ مکّہ کو ناکام و نامراد واپس جانا پڑا۔ اس جنگ میں تیئیس کافر مارے گئے۔

## غَزْوَہ خَندَق

مدینہ شریف کے پاس بہت سے یہودی بستے تھے، جو مسلمانوں کے بڑے دشمن تھے۔ قریش مکّہ ان یہودیوں کے ساتھ مل کر ہجرت کے پانچویں سال مسلمانوں سے لڑنے کے لیے آئے۔ دشمنوں کے دس ہزار آدمی تھے۔ حضرت رسولِ اَکرم ﷺ اس بھاری لشکر سے لڑنے کے لیے مدینہ سے باہر

نہیں نکلے بلکہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے کہنے پر شہر کے گرد خندق کھود لی اور مدینہ شریف کے اندر رہ کر دشمنوں کا مقابلہ کیا۔

تمام مہاجرین اور انصار نے مل کر یہ خندق کھودی۔ حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے مبارک ہاتھوں سے خندق کھودنے کا کام کیا۔ کھانے پینے کو کچھ نہ ملنے کی وجہ سے کئی کئی دن فاقے سے گزر رہے تھے، لیکن مسلمانوں نے ہمت نہ ہاری۔

کُفّار پندرہ بیس دن تک مدینہ کے گرد گھیرا ڈالے پڑے رہے، مگر شہر پر حملہ کرنے کی کوئی صورت نظر نہ آئی۔ مسلمانوں نے بڑی تکلیفیں اُٹھائیں، لیکن خوب جم کر مقابلہ کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بڑی بہادری دکھائی۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کی اور ایسی سخت آندھی بھیجی کہ کفار سردی میں تیز آندھی سے تنگ آ کر ناکام واپس چلے گئے۔

## غَزْوَۂ خَیْبَر

خَیبر یہودیوں کا ایک قصبہ تھا۔ ان یہودیوں نے حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد کیا تھا کہ وہ مسلمانوں کے دشمنوں کی مدد نہیں کریں گے۔ یہودیوں نے اپنا وعدہ توڑ دیا اور غَزوۂ خَندق میں قریشِ مکّہ سے مل کر مسلمانوں کے خلاف لڑے۔ مسلمانوں کو یہودیوں کی اِس بے وفائی کا بڑا دُکھ ہوا اور آئندہ کے لیے بھی اُن کی طرف سے خطرہ ہو گیا کہ دشمنوں سے مل کر مسلمانوں کو

نقصان پہنچائیں گے۔

حضرت رسولِ اکرم ﷺ نے ۷ہجری میں یہودیوں کی شرارتوں کی روک تھام کے لیے ایک ہزار چھ سو مسلمانوں کو لے کر خیبر پر چڑھائی کر دی اور ایک ایک کر کے یہودیوں کے سارے قلعے فتح کر لیے۔ حضرت رسولِ اکرم ﷺ نے یہودیوں کو جلا وطن کرنے کا حکم دیا اور اُن کا سارا مال اور باغ ضبط کر لیے۔ یہودیوں نے عرض کیا کہ مسلمانوں کو باغوں اور کھیتوں میں کام کرنے کے لیے مزدوروں کی ضرورت ہوگی۔ اگر ہم کو جلا وطن نہ کیا جائے تو ہم یہ کام کریں گے۔ حضرت رسولِ اکرم ﷺ نے یہ منظور فرما لیا اور یہ حکم دیا کہ جب تک ہم چاہیں تمھیں رکھیں گے اور جب چاہیں نکال دیں گے۔ یہودیوں نے یہ شرط منظور کر لی۔ اس غزوہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بڑی بہادری دکھلائی تھی۔

## سوالات

۱۔ غزوۂ بدر کہاں ہوا؟ اس میں دونوں طرف سے کتنے کتنے آدمی تھے؟ اس لڑائی کا کیا نتیجہ ہوا؟

۲۔ غزوۂ اُحد کا حال بیان کرو اور بتاؤ کہ مسلمانوں کی غلطی کا کیا نتیجہ ہوا؟

۳۔ بتاؤ مدینہ کے گرد خندق کیوں کھودی گئی اور اُس کا کیا نتیجہ ہوا؟

۴۔ خیبر پر کیوں چڑھائی کی گئی تھی؟ یہودیوں کا کیا انجام ہوا؟ غزوۂ خیبر میں کس نے بہادری دکھائی؟

# چھٹا باب

۶ ہجری میں حضرت رسولِ اکرم ﷺ کی قریش مکّہ سے صلح ہوگئی تھی۔ اس صُلح کو صُلح حُدَیبیَہ کہتے ہیں۔

## فتح مکّہ

جب قُریش نے دو سال بعد اِس صُلح کو توڑ دیا تو حضرت رسُولِ اکرم ﷺ ۸ ہجری میں دس ہزار مسلمانوں کو لے کر مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو حُکم دیا کہ وہ مکّہ میں ایک طرف سے داخل ہوں اور جب تک کوئی نہ لڑے، خود نہ لڑیں۔ مگر جب وہاں پہنچے تو مکّہ کے کافر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے لڑ پڑے، اس لیے ان کو بھی لڑنا پڑا۔ کافروں کو شکست ہوئی اور اُن کے اٹھائیس آدمی مارے گئے۔

حضرت رسولِ اکرم ﷺ دوسری طرف سے مکّہ میں داخل ہوئے۔ قُریش نے مسلمانوں کا بھاری لشکر دیکھا تو سہم کر ہتھیار ڈال دیے۔ مکّہ امن وامان

سے فتح ہو گیا۔ حضرت رسُولِ اکرم ﷺ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ اعلان کر دے کہ کسی کی جان نہیں لی جائے گی۔

مسلمان شہر میں خُوشی خُوشی داخل ہوئے۔ حضرت رسُولِ اکرم ﷺ نے خانہ کعبہ میں پہنچ کر طواف کیا۔ تمام بُت گرا دیے اور خانہ کعبہ کی دیواروں پر تصویروں کو زم زم کے پانی سے دھوڈالنے کا حکم دیا۔

حضرت رسولِ اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے بعد سب دشمنوں کو معاف کر دیا اور فتح مکّہ کے دن کو اللہ کی رحمت قرار دیا۔ اس دن بہت سے کافروں نے اسلام قبول کر لیا۔ فتح مکہ کے بعد سارے عرب پر اِسلام کا سکّہ بیٹھ گیا۔ فتح کے بعد حضرت رسولِ اکرم ﷺ مدینہ تشریف لے آئے۔

## آخری حج

ہجرت کے دسویں سال حضرت رسُولِ اکرم ﷺ حج کی نیّت سے مکہ تشریف لے گئے۔ یہ آپ ﷺ کا آخری حج تھا۔ اِس لیے حجۃُ الوِدَاع کہلاتا ہے۔ اِس حج میں ایک لاکھ سے زیادہ مسلمان حضرت رسُولِ اکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔

## خُطبۂ حج

اس آخری حج کے موقع پر حضرت رسولِ اکرم ﷺ نے دو خُطبے پڑھے۔

اِن خُطبوں میں آپ ﷺ نے مسلمانوں کو بہت سی نصیحتیں اور ہدایتیں فرمائیں۔آپ ﷺ نے فرمایا:

۱ اے لوگو! تمھارا رب اکیلا ہے۔اس کا کوئی شریک اور ساجھی نہیں۔

۲ سارے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

۳ سب مسلمان ایک دوسرے کی جان و مال اور عزت کی حفاظت کریں۔

۴ اسلام سے پہلے کی سب رسمیں ختم ہو چکی ہیں۔

۵ سب مسلمان برابر ہیں۔کسی شخص کو رنگت یا نسل کی وجہ سے دوسرے پر فضیلت نہیں۔

۶ عورتوں سے ہمیشہ اچھا سلوک کرو۔

۷ غلاموں سے عُمدہ برتاؤ کرو۔

۸ قرض لینے والا ضرور قرض ادا کرے۔

۹ اُدھار مانگی ہوئی چیز واپس کی جائے۔

۱۰ ضمانت دینے والا تاوان کا ذمہ دار ہے۔

۱۱ میں تمھارے پاس دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں، ایک قرآنِ مجید، دوسرا اپنا طریقہ۔اگر تم اِن پر چلتے رہے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے۔

اِسی حج میں قرآنِ مجید کی وہ آیت اُتری جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"آج میں نے تمھارے لیے دِین مکمل کر دیا اور تمھارے لیے دِینِ اِسلام

پسند کیا۔‘‘ حج سے فارغ ہو کر حضرت رسولِ اکرم ﷺ مدینہ میں واپس تشریف لے آئے۔

## وفات

حضرت رسولِ اکرم ﷺ نے تریسٹھ سال کی عمر میں چند روز بیمار رہ کر پیر کے دن ۱۲ ربیع الاوّل ۱۱ ہجری میں وفات پائی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں دفن ہوئے۔

## تعلیماتِ نبوی ﷺ

حضرت رسولِ اکرم ﷺ نے لوگوں کو یہ سکھایا:

اللہ ایک ہے، اُس کا کوئی شریک اور ساجھی نہیں۔ اُس نے ساری دنیا کو پیدا کیا۔ وہی روزی دیتا ہے، وہی بیمار کرتا اور تندرستی بخشتا ہے۔ زندگی اور موت اُسی کے ہاتھ میں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بہت سے رسول بھیجے۔ وہ سب سچے ہیں۔ حضرت رسولِ اکرم ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں۔ اللہ کے رسولوں پر، اُس کے فرشتوں پر اور اُس کی کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ مرنے کے بعد سب لوگ قیامت کے دن اللہ کے سامنے حاضر ہوں گے۔ ہر آدمی سے اس کے کاموں کی بابت پوچھا جائے گا۔ نیک آدمیوں کو نیکی کا اجر ملے گا اور بُرے لوگوں کو بُرائی کی سزا ملے گی۔

پانچ وقت کی نماز ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اسی طرح ماہ رمضان کے روزے رکھنا بھی ضروری ہے۔ جو آدمی مالدار ہو، اسے زکوۃ ادا کرنی چاہیے اور جو شخص آنے جانے کا خرچ برداشت کر سکے، وہ ایک دفعہ ضرور حج کرے۔

## اِرشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بہت سی نصیحت کی باتیں بتائی ہیں جن میں سے چند باتیں نیچے درج کی جاتی ہیں:

۱۔ اتفاق میں برکت ہے۔[۱]

۲۔ اچھا مسلمان وہ ہے جو فضول اور بے فائدہ باتوں کو چھوڑ دے۔[۲]

۳۔ اچھی بات صدقہ و خیرات کے برابر ہے۔[۳]

۴۔ آدمی کو چاہیے کہ عمر بھر علم سیکھتا رہے۔[۴]

۵۔ اللہ کو ہر بات میں نرمی پسند ہے۔[۵]

۶۔ ایسی باتیں کرو کہ لوگوں کو خوشی ہو۔ ایسی باتیں نہ کرو کہ لوگوں کو نفرت ہو۔[۶]

---

۱ سنن ابن ماجه:٣٢٨٧

۲ سنن الترمذي:٢٣١٧

۳ صحيح البخاري:٢٨٩١

۴ الحاكم، المستدرك:٣١٨، ٣١٩

۵ صحيح البخاري:٦٠٢٤

۶ صحيح البخاري:٦٩

۷۔ بُرے ساتھی سے اکیلا رہنا اچھا ہے۔[1]

۸۔ بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور بیمار کی خبر گیری کرو۔[2]

۹۔ پاکیزگی اور صفائی نماز کی کنجی ہے۔[3]

۱۰۔ جس میں امانت داری نہیں اُس میں ایمان نہیں۔[4]

۱۱۔ جنّت ماں کے پیروں کے نیچے ہے۔[5]

۱۲۔ جو آدمی ہمارے خلاف ہتھیار اُٹھائے گا، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔[6]

۱۳۔ جو شخص رحم نہیں کرتا، اللہ بھی اس پر رحم نہیں کرے گا۔[7]

۱۴۔ جو شخص وعدے کا پکّا نہیں، وہ دین دار نہیں ہے۔[8]

۱۵۔ چھوٹوں پر رحم کرو، بڑوں کا ادب کرو۔[9]

۱۶۔ دانائی کی بات مومن کی کھوئی ہوئی چیز ہے، یہ جہاں ملے لے لو۔[10]

---

[1] الحاكم، المستدرك:٥٥١٧

[2] الألباني، صحيح الجامع:٤٢٢٩

[3] الألباني، صحيح الجامع:٥٨٨٥

[4] أحمد بن حنبل، المسند:١٢٥٦٧

[5] الألباني، صحيح الجامع:١٢٤٠

[6] صحيح البخاري:٦٨٧٤

[7] صحيح البخاري:٧٣٧٦

[8] أحمد بن حنبل، المسند : ١٢٣٨٣

[9] سنن أبي داود:٤٩٤٣ وأبو يعلى، المسند:٤١٨٣

[10] سنن الترمذي:٢٦٨٧

۱۷۔ دانت صاف کرنے سے اللہ خوش ہوتا ہے۔[۱]

۱۸۔ دائیں ہاتھ سے کھاؤ پیو۔ بائیں ہاتھ سے کھانا پینا شیطان کا کام ہے۔[۲]

۱۹۔ دھوکے باز آدمی کا ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔[۳]

۲۰۔ دین خیر خواہی کا نام ہے۔[۴]

۲۱۔ سب انسان برابر ہیں۔[۵]

۲۲۔ سچا مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمانوں کو تکلیف نہ پہنچے۔[۶]

۲۳۔ شرم و حیا ایمان کا ایک حصہ ہے۔[۷]

۲۴۔ صلاح مشورہ کرنے والا آدمی شرمندہ نہیں ہوگا۔[۸]

۲۵۔ کسی مسلمان کو گالی دینا بڑا گناہ ہے۔[۹]

۲۶۔ مظلوم کی بددعا سے بچو، اللہ اس کی پکار سنتا ہے۔[۱۰]

---

۱ سنن النسائي:٥

۲ صحيح مسلم:٢٠٢٠

۳ صحيح مسلم:١٠١

۴ صحيح مسلم:٥٥

۵ احمد بن حنبل، المسند:٢٣٤٨٩، و سنن أبي داود:٥١١٦

۶ صحيح البخاري:١٠

۷ صحيح البخاري:٩

۸ الطبراني، المعجم الأوسط:٦٦٢٧

۹ صحيح البخاري:٤٨

۱۰ صحيح البخاري:١٤٩٦

۲۷۔ منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب بات کرے تو جھوٹ بولے، امانت میں خیانت کرے اور جب وعدہ کرے تو پورا نہ کرے۔[1]

۲۸۔ مومن دو مرتبہ دھوکا نہیں کھا سکتا۔[2]

۲۹۔ مومن وہ ہے جو دوسروں کے لیے بھی وہی چیز پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔[3]

۳۰۔ نماز جنت کی کنجی ہے۔[4]

۳۱۔ نیک بخت وہ ہے جو دوسروں کو دیکھ سُن کر نصیحت حاصل کرے۔[5]

۳۲۔ نیکی کا راستہ بتانے والا نیکی کرنے والے کے برابر ہے۔[6]

## سوالات

۱۔ فتح مکّہ کا کیا سبب ہوا؟ فتح کا حال بیان کرو۔

۲۔ آخری حج میں حضرت رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا نصیحتیں فرمائیں؟

۳۔ حضرت رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو کیا تعلیم دی؟

۴۔ حضرت رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چند نصیحتیں اور ارشادات دُہراؤ۔

---

[1] صحيح البخاري:٣٣

[2] صحيح البخاري:٦١٣٣

[3] صحيح البخاري:١٣

[4] سنن الترمذي:٤

[5] صحيح مسلم:٢٦٤٥

[6] صحيح مسلم:١٨٩٣

جب حضرت رسولِ اکرم ﷺ نے لوگوں کو توحید کا پیغام سنایا اور بتوں کی پوجا سے روکا تو کفارِ مکہ بہت بگڑے۔ انھوں نے آنحضرت ﷺ کو سخت تکلیفیں پہنچائیں اور طرح طرح سے ستایا۔ آپ کی راہ میں کانٹے بچھائے۔ پتھر مار مار کر لہولہان کر دیا۔ غریب مسلمانوں کو بہت دکھ دیا۔ رسی سے باندھ کر انھیں کھینچتے۔ دوپہر کے وقت گرم ریت پر لٹا دیتے۔ بعض مسلمانوں کو نیزے مار کر شہید کر دیا۔ آنحضرت ﷺ ان تمام سختیوں کو جھیلتے اور اللہ کا حکم برابر سناتے رہے۔ آپ کے ماننے والے بھی دینِ اسلام پر قائم رہے۔

قریش نے دیکھا کہ حضرت رسولِ اکرم ﷺ اور آپ کے ساتھی تکلیفوں کو صبر کے ساتھ برداشت کرتے ہیں اور سچی بات کہنے سے نہیں رکتے تو ایک دن قریش کے سردار اکٹھے ہو کر آپ ﷺ کے چچا ابوطالب کے پاس گئے اور کہا کہ تم اپنے بھتیجے کو سمجھا دو کہ وہ ہمارے بتوں کو برا کہنا چھوڑ دے۔ ورنہ پھر ہماری تمھاری لڑائی ہے۔

ابوطالب نے حضرت رسولِ اکرم ﷺ کو بلا کر سارا قصہ سنایا۔ آپ ﷺ نے جواب دیا: چچا جان! اللہ کی قسم! اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے ہاتھ پر چاند رکھ دیں، تب بھی میں اپنے کام سے باز نہ آؤں گا۔ جب ابوطالب نے یہ بات سنی تو کہا کہ اے بھتیجے! تم اپنا کام کیے جاؤ۔ یہ لوگ تمھارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

(اقتباس از ہمارے رسول ﷺ، پروفیسر عبدالقیوم مرحوم)


978-969-8042-91-2